نمبر ۹۴ | مورخہ ۳ر جون ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ر شوال ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور نے اگرچہ تاحال امر معلومہ کے متعلق آخری فیصلہ نہیں فرمایا۔ تاہم معمولی ابتدائی تیاری شروع ہو گئی ہے۔

۲۸ر مئی طلباء مدرسہ احمدیہ نے مولوی فاضل کا امتحان دینے والے طلباء کے اعزاز میں بہت سے احباب اور بزرگان ملت کو ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کا جواب امتحان دینے والوں کی طرف سے دیا گیا جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب نے بھی تقریریں فرمائیں ؎

جناب حافظ روشن علی صاحب نے بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن کریم دینا شروع فرما دیا ہے ؎

جناب پادری زویمر صاحب قادیان میں
حضرت خلیفۃ المسیح سے گفتگو

مشہور و معروف پادری زویمر صاحب جو زبان عربی کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کے خلاف خامہ فرسائی کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اور جو مصر میں رہ کر بہت سا لٹریچر اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت میں شائع کر چکے ہیں۔ ان دنوں ہندوستان میں سیاحت کے طور پر آئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مذاق اور طبیعت کے مطابق مختلف مقامات کو دیکھ رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے قادیان آنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر انہیں بڑی خوشی سے خوش آمدید کہا گیا۔ اور

۲۸ر مئی کو ایک معزز صاحب احمدی کو بٹالہ میں انہیں ریسیو کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن جناب پادری صاحب موصوف گورداسپور سے بذریعہ موٹر معہ پادری گارڈن صاحب انچارج ضلع گورداسپور اور پادری ٹائٹس صاحب انچارج ضلع مراد آباد قادیان تشریف لے آئے جناب مفتی محمد صادق صاحب نے انہیں مختلف دفاتر اور صیغہ جات دکھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی لائبریری کی بے نظیر کتب دکھائیں۔ نماز عصر کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی بیٹھک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند اصحاب کی موجودگی میں انہیں شرف ملاقات بخشا۔ چونکہ اسی وقت جناب پادری صاحب واپس گورداسپور چلے جانا چاہتے تھے۔ اور وقت بہت

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

قیمت چندہ سالانہ پیشگی

بیرون ہند

ایڈیٹر:- غلام نبی

نمبر ۹۴ | مورخہ ۳ر جون سنہ ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ر شوال سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور نے اگرچہ تاحال امر معلومہ کے متعلق آخری فیصلہ نہیں فرمایا۔ تاہم معمولی ابتدائی تیاری شروع ہو گئی ہے۔

۲۸ر مئی طلباء مدرسہ احمدیہ نے مولوی فاضل کا امتحان دینے والے طلباء کے اعزاز میں بہت سے احباب اور بزرگان ملت کو ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کا جواب امتحان دینے والوں کی طرف سے دیا گیا جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب نے بھی تقریریں فرمائیں؛

جناب حافظ روشن علی صاحب نے بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن کریم دینا شروع فرما دیا ہے؛

جناب پادری زویمر صاحب قادیان میں
حضرت خلیفۃ المسیح سے گفتگو

مشہور و معروف پادری زویمر صاحب جو زبان عربی کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کے خلاف خامہ فرسائی کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہے اور جو مصر میں رہ کر بہت سا لٹریچر اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت میں شائع کر چکے ہیں۔ ان دنوں ہندوستان میں سیاحت کے طور پر آئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مذاق اور طبیعت کے مطابق مختلف مقامات کو دیکھ رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے قادیان آنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر انہیں بڑی خوشی سے خوش آمدید کہا گیا اور

۲۸ر مئی کو ایک معزز صاحب کو بٹالہ میں انہیں رسیو کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن جناب پادری صاحب موصوف گورداسپور سے بذریعہ موٹر مع پادری گارڈن صاحب انچارج ضلع گورداسپور اور پادری ٹامس صاحب انچارج ضلع مراد آباد قادیان تشریف لے آئے جناب مفتی محمد صادق صاحب نے انہیں مختلف دفاتر اور صیغہ جات دکھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی لائبریری کی بے نظیر کتب دکھائیں۔ نماز عصر کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی بیٹھک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

نے چند اصحاب کی موجو

بخشا۔ چونکہ اسی وقت

گورداسپور چلے

تنگ تھا۔ اس لئے چند منٹ ہی گفتگو ہوئی جو عربی میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور مزاج پرسی کی۔ پادری صاحبان نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جناب پادری زویمر صاحب نے کچھ دریافت کرنے کی اجازت چاہی۔ اور پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

پادری زویمر صاحب۔ کیا آپ مہربانی فرما کے بتائینگے کہ حضرت مسیح کی روح اب کہاں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ حضرت مسیح کی رُوح اسوقت اسی طرح قبر میں ہے۔ جس طرح کہ باقی انسانی رُوحیں قبروں میں ہیں ؁

پادری زویمر صاحب۔ کیا آپ قرآن شریف اور احادیث کو ایک ہی رتبہ دیتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ قرآن شریف کو ہم غلطی سے مُبرّا مانتے ہیں۔ اور حدیث پر بھی ہمارا ایمان ہے لیکن حدیث کو ہم وہ رُتبہ نہیں دیتے۔ جو قرآن شریف کو دیتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں غلطی کا احتمال ہے۔

پادری زویمر صاحب۔ آپ کی جماعت میں اور لاہوری پارٹی میں کیا فرق ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ وہ لوگ بھی حضرت صاحب کو مجدد اور مسیح تو مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ ہم نبی مانتے ہیں۔

یہ سُنکر پادری صاحب موصوف نے تعجب سے کہا کہ جب پہلا مسیح نبی تھا تو یہ مسیح کیوں نبی نہ تھا ؁

پادری زویمر صاحب۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح تھے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا حضرت مسیح کی رُوح مرزا صاحب میں آگئی تھی۔ لیکن آپ لوگ تناسخ کے تو قائل نہیں۔ پھر مرزا صاحب مثیل مسیح کس طرح تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ حضرت مرزا صاحب میں حضرت مسیح کی روح آگئی۔ بلکہ ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ آپ روحانیت میں ترقی کرتے کرتے حضرت مسیح کے مقام تک پہنچ گئے۔ اور ان جیسی طاقتیں اور قوتیں آپ کو عطا کی گئیں۔

پادری زویمر صاحب۔ دُنیا نہایت وسیع ہے اور اسمیں بے شمار لوگ بستے ہیں۔ انکی ہدایت کے لئے خدا نے قادیان جیسے چھوٹے گاؤں میں مسیح کو کیوں پیدا کیا۔ اور کسی جگہ کیوں پیدا نہ کیا؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے مسیح کے لئے ناصرہ کو انتخاب کیا گیا۔

پادری زویمر صاحب۔ ناصرہ کا ذکر تو پہلی کتابوں میں موجود تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ قادیان کا ذکر بھی پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ جیسا کہ آتا ہے۔ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَةُ۔

اس قدر گفتگو کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے حضور کا فوٹو لینے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ میں اسے بطور یادگار اپنے پاس رکھوں گا اور امریکہ میں جا کر دکھاؤں گا۔ کہ میں بھی قادیان سے ہو آیا ہوں۔

حضور نے اس کے متعلق ابھی کچھ ارشاد نہ فرمایا تھا کہ جناب پادری صاحب نے کہا۔ اگر کچھ مضائقہ ہو۔ تو نہ سہی۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں کوئی ہرج نہیں۔ اسپر جناب پادری صاحب نے صحن میں کرسی پر حضرت خلیفۃ المسیح کو بٹھایا۔ اور ایک طرف آپ اور دوسری طرف جناب مفتی محمد صادق صاحب کو کھڑا کیا۔ لیکن کیمرہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے جناب مفتی صاحب اور جناب پادری صاحب کو بیٹھنا پڑا۔ اور اس طرح پادری ٹامکنس صاحب نے فوٹو لیا۔

جناب پادری صاحب کو سلسلہ کا بہت سا لٹریچر دیا گیا۔ جس کی آپ قیمت دینے لگے۔ لیکن کہا گیا کہ یہ آپ کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں بھی اپنی کتب ارسال کرونگا۔

اس کے بعد نہایت ادب اور تہذیب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے ؁

نظم

اشارات

(۱)

نسیم سحر نے جگا کر کہا
کہ اُٹھو مسیح زماں آ گیا
زمانہ میں ہم ہونگے آخر بلند
یہ راز ایک دہقانی میں بتلا گیا
دکھائینگے دُنیا کو ہم روشنی
نہیں خوف اندھیرا اگر چھا گیا
پھنسو تم نہ دنیا کے جنجال میں
عجب نکتہ دیں کا وہ سمجھا گیا

(۲)

خدا نے کیا اس کو ہم سے جدا
وہ ظالم کئے کی سزا پا گیا
کسی بے وفا نے نہ اتنا کہا
کہ عہد وفا اپنا یاد آ گیا
الٰہی دکھا دے اسے اپنی راہ
جو شیطان کے قبضہ میں آ گیا

(۳)

کرم اس نے اتنے ہیں مجھ پر کئے
کہ عصیاں پہ اپنے میں شرما گیا
کہا نفس کو میں نے وقت بلا
کہ اپنے کئے کی سزا پا گیا
ارے کوئی کہدے یہ ان سے ذرا
کہ مجرم تمہارا سزا پا گیا
اجازت اگر ہو گذارش کروں
بُلا لو مجھے میں تو گھبرا گیا
شب غم کی گھڑیاں ہیں اتنی کڑی
کہ جی میرا جینے سے اُکتا گیا
زمانہ کے مُصلح بنو شاد تم
خدا کا نبی تم سے فرما گیا

تنگ تھا۔ اس لئے چند منٹ ہی گفتگو ہوئی جو عربی میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور مزاج پرسی کی۔ پادری صاحبان نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جناب پادری زویمر صاحب نے کچھ دریافت کرنے کی اجازت چاہی۔ اور پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

پادری زویمر صاحب۔ کیا آپ مہربانی فرما کے بتائینگے کہ حضرت مسیح کی روح اب کہاں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ حضرت مسیح کی رُوح اسوقت اسی طرح قبر میں ہے۔ جس طرح کہ باقی انسانی رُوحیں قبروں میں ہیں ؛

پادری زویمر صاحب۔ کیا آپ قرآن شریف اور احادیث کو ایک ہی رتبہ دیتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ قرآن شریعت کو ہم غلطی سے مُبرّا مانتے ہیں۔ اور حدیث پر بھی ہمارا ایمان ہے لیکن حدیث کو ہم وہ رُتبہ نہیں دیتے۔ جو قرآن شریف کو دیتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں غلطی کا احتمال ہے۔

پادری زویمر صاحب۔ آپ کی جماعت میں اور لاہوری پارٹی میں کیا فرق ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ وہ لوگ بھی حضرت صاحب کو مجدد اور مسیح تو مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ ہم نبی مانتے ہیں۔

یہ سُنکر پادری صاحب موصوف نے تعجب سے کہا کہ جب پہلا مسیح نبی تھا تو یہ مسیح کیوں نبی نہ تھا ؛

پادری زویمر صاحب۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح تھے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا حضرت مسیح کی رُوح مرزا صاحب میں آگئی تھی۔ لیکن آپ لوگ تناسخ کے تو قائل نہیں۔ پھر مرزا صاحب مثیل مسیح کس طرح تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ حضرت مرزا صاحب [illegible] ت مسیح کی روح آگئی۔ بلکہ ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ [illegible] کرتے کرتے حضرت مسیح کے مقام [illegible] طاقتیں اور قوتیں آپ کو [illegible]

[illegible] نہایت وسیع ہے اور [illegible]

انہیں بے شمار لوگ بستے ہیں۔ انکی ہدایت کے لئے خدا نے قادیان جیسے چھوٹے گاؤں میں مسیح کو کیوں پیدا کیا۔ اور کسی جگہ کیوں پیدا نہ کیا؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیساکہ پہلے مسیح کے لئے ناصرہ کو انتخاب کیا گیا۔

پادری زویمر صاحب۔ ناصرہ کا ذکر تو پہلی کتابوں میں موجود تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ قادیان کا ذکر بھی پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ جیساکہ آتا ہے۔ یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَة۔

اِس قدر گفتگو کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے حضور کا فوٹو لینے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ میں اسے بطور یادگار اپنے پاس رکھوں گا اور امریکہ میں جاکر دکھاؤں گا۔ کہ میں بھی قادیان سے ہو آیا ہوں۔

حضور نے اس کے متعلق ابھی کچھ ارشاد نہ فرمایا تھا کہ جناب پادری صاحب نے کہا۔ اگر کچھ مضائقہ ہو۔ تو نہ سہی۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں کوئی ہرج نہیں۔ اسپر جناب پادری صاحب نے صحن میں کرسی پر حضرت خلیفۃ المسیح کو بٹھایا۔ اور ایک طرف آپ اور دوسری طرف جناب مفتی محمد صادق صاحب کو کھڑا کیا۔ لیکن کیمرہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے جناب مفتی صاحب اور جناب پادری صاحب کو بیٹھنا پڑا۔ اور اس طرح پادری ٹائٹس صاحب نے فوٹو لیا۔

جناب پادری صاحب کو سلسلہ کا بہت سا لٹریچر دیا گیا۔ جس کی آپ قیمت دینے لگے۔ لیکن کہا گیا کہ یہ آپ کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں بھی اپنی کتب ارسال کرونگا۔

اس کے بعد نہایت ادب اور تہذیب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے ؛

نظم

اشارات

(۱)

نسیم سحر نے جگا کر کہا
کہ اُٹھو مسیحِ زماں آ گیا
زمانہ میں ہم ہونگے آخر بلند
یہ راز ایک پستی میں بتلا گیا
دکھائینگے دُنیا کو ہم روشنی
نہیں خوف اندھیرا اگر چھا گیا
پھنسو تم نہ دنیا کے جنجال میں
عجب نکتہ دیں کا وہ سمجھا گیا

(۲)

خدا نے کیا اس کو ہم سے جدا
وہ ظالم کئے کی سزا پا گیا
کسی بے وفا نے نہ اِتنا کہا
کہ عہد وفا اپنا یاد آ گیا
الٰہی دکھا دے اسے اپنی راہ
جو شیطان کے قبضہ میں آ گیا

(۳)

کرم اس نے اتنے ہیں مجھ پر کئے
کہ عصیاں پر اپنے میں شرما گیا
کہا نفس کو میں نے وقتِ بلا
کہ اپنے کئے کی سزا پا گیا
ارے کوئی کہدے یہ ان سے ذرا
کہ مجرم تمہارا سزا پا گیا
اجازت اگر ہو۔ گزارش کروں
بُلا لو مجھے میں تو گھبرا گیا
شبِ غم کی گھڑیاں ہیں اتنی کڑی
کہ جی میرا جینے سے اُکتا گیا
زمانہ کے مُصلح بنو شاد تم
خدا کا نبی تم سے فرما گیا

الفضل
(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم)
یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۳ رجون ۲۴ء

"گٹھڑی اندر میں باہر" کی مثل کا تازہ ثبوت

عبد القادر و اسلم کا راز فاش

فتنہ پرداز بابیوں کی شرمناک ہوکہ ہی

دہلی کے اخبار "ظریف" نے اپنے ۲۷ مئی کے پرچہ
کسی واقعہ کو مدنظر رکھ کر وہ مشہور مثل شائع کی ہے
میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک چور دوسروں کا پتہ
اتا بتاتا یہ کہکر کہ "گٹھڑی اندر میں باہر" آپ ہی
تار ہو گیا تھا۔ چونکہ اس کے پورے پورے مصداق
بدقسمت بابی ثابت ہو رہے ہیں۔ جو غداری کے
م [illegible] کر جماعت احمدیہ سے نکالے گئے۔ اور
اگرہ میں بیٹھ کر مختلف ناموں کے پردہ میں جماعت
دیہ کے خلاف غلط بیانیاں کر رہے ہیں۔ اس لئے
ار مذکور کے بیان کا خلاصہ اسی کے الفاظ میں
ج کر کے بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ کس صفائی کے ساتھ ان
بیان ہوتا ہے ۔

خبار ظریف لکھتا ہے :-

ایک صاحب اپنی جبلّی بے وقوفی و فطری حماقت
ی بے عقلی اور پشتینی کوڑ مغزی و بدتمیزی میں اپنی
نظیر۔ اپنا آپ جواب تھے۔ اسی بنا پر ہمہ وقت
ن مغموم مفلس فاقہ کش ۔ عاجز ۔ منہ پر ہوائیاں
ہوئی رہا کرتے تھے۔ آپ کی بیوی آپ کے برعکس
ت کی ستم ظریفی سے انتہا درجہ کی جفاکش بلا کی
ت و چالاک عقلمند لڑاک واقع ہوئی تھی۔ غریب
دن بھر مزدوری کرتی بعد کام کی اجرت پاتی۔

اس سے آپ کا بھی دوزخ شکم بھرتی تھی۔ مگر عورت
ذات تھی۔ آخر کہاں تک اور کب تک اکتا نہ جاتی۔
چنانچہ اس نے پیمانہ صبر و جبر لبریز ہونے کے بعد تنگ
اور پریشان ہو کر ایک دن آپ سے کہا کہ "تمہیں
بھی کوئی روزگار کرنا چاہیئے" آپ نے اپنی عادت
جاریہ کے مطابق بیچاری کو باتوں ہی باتوں میں اڑانا
شروع کیا۔ اور ایک فرمائشی قہقہہ داغتے ہوئے کہا
"میری کوشش سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ تمہاری ہی
کوشش سے پورا ہوگا" اس بے موقع مذاق سے بیچاری
بیوی بہت جز بز ہوئی ۔ بھڑک اٹھی۔ جائز سخت و
سُست باتوں اور ضروری گالی گلوچ کو سنے سینے سے
اچھی طرح آپ کی مرمت کی۔ آپ کی مفت خوری کے
سارے انجر پنجر ڈھیلے کر دئے۔ آپ نے بھی گیدڑ بھبکیوں
سے کام لیا۔ بندر کی طرح دور سے منہ چڑانے اور
بنیوں کی طرح دور سے شور و غل مچانے پر اکتفا کی آخر
محلہ والوں کے سمجھانے بجھانے پر لڑائی ختم ہو گئی دونوں
چُپ ہو گئے ۔ بات آئی گئی ہو گئی ۔

رات کو گیارہ بجے آپ کی آنکھ کھلی۔ تو بستر پر لیٹے
لیٹے دن کے واقعات پر غور کر کے آپ ہی آپ جھلّانا بھنانا
شروع کیا۔ طرح طرح کے منصوبے باندھنے۔ ہوائی قلعے
بنانے لگے۔ آخر بڑے سوچ بچار کے بعد آپ نے یہ رائے
قائم کی ۔ کہ اب یہاں رہنا ذلت ہے۔ اور چونکہ اس
شہر میں الوز گار بہتر نہیں۔ اس لئے کہیں اور جاکر قسمت
آزمائی کی جائے۔ یہ تجویز پاس کرتے ہی بستر سے خاموشی
کے ساتھ اٹھے۔ اور چپکے چپکے صندوق میں سے بیوی کا
زیور کپڑے وغیرہ نکالکر ایک پوٹلی باندھی۔ اور اب دروازہ
کھول کر جانے کی یوں ہمت نہ ہوئی کہ کہیں کھٹکا ہو جائے
اور بیوی جاگ اٹھے۔ اس لئے دیوار پھاند کر جانے کی
ٹھانی۔ بہزار وقت دیوار پر چڑھے۔ دیوار اونچی تھی
وہاں پہنچ کر نیچے زمین جو جھانکی تو مارے ڈر کے سہم گئے
اور بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ میں دھڑام سے کود پڑے
اور گٹھڑی ان کے مکان ہی میں گر پڑی۔ آپ کے کودنے
اور گٹھڑی کے دھماکے سے بیوی مع پاس پڑوسیوں
کے جاگ اٹھیں۔ اور محلہ والے کیا ہے کیا ہے کہتے
ہوئے دوڑ پڑے۔ بیوی بے طرح چلا رہی تھیں بیٹا
پکڑ مٹا دوڑ نا چور ہے چور ہے۔ میں لٹ گئی۔ میں برباد
ہو گئی۔ ساری جمع جتھا جاتی رہی۔ پولیس کو بھی خبر دی
گئی۔ وہ بھی فوراً سے بیشتر بلائے ناگہانی کی طرح موقع
واردات پر آدھمکی گٹھڑی اٹھائی اور کھولی گئی۔
بیوی نے سب اشیا شناخت کر لیں۔ اب پولیس مجرم کی
تگ و دو تلاش میں سرگرمی دکھا رہی تھی۔ مشتبہ لوگوں
کی گردن ناپ رہی تھی۔ ہنگامہ دار و گیر گرم تھا۔ آپ
بھی اسی مجمع میں شامل ہو کر تماشا دیکھ رہے تھے پولیس
اس بات پر غور کر رہی اور لوگوں سے پوچھتی تھی۔ کہ
گٹھڑی دیوار کے پاس ملنے کی کیا وجہ۔ دروازہ اندر سے
بند تھا۔ کسی کا باہر سے آنا بھی ثابت نہیں۔ آخر یہ
کیا معاملہ؟ بہت سے بوجھ بجھکڑوں نے اپنے اناپ
شناپ اشتباہات ظاہر کئے۔ جن سے پولیس کی تسکین
نہ ہو سکی۔ آپ بھی قریب ہی کھڑے تھے۔ راز چھپانے
کی کوشش میں اپنی تمام قوت ممسکہ صرف کئے ڈالتے تھے
آخر آپ سے نہ رہا گیا۔ اور ایک قدم آگے بڑھ کر
سب انسپکٹر سے فرمانے لگے۔ کہ جناب میرے خیال میں
تو یہ بات آتی ہے کہ کوئی دروازہ میں سے باہر سے
اندر داخل نہیں ہوا۔ مگر کسی شخص نے مجلس ہی سے تمام
کپڑے لتے زیور نکالکر یہ پوٹلی باندھی ہوگی۔ اور

بھزار پریشانی دیوار پر چڑھا ہو گا۔ اور دوسری جانب گرا ہو گا۔ مگر واقعہ یہ ہوا ہو گا کہ "وہ ادھر گری میں ادھر گرا"۔ تھانے دار نے چلا کے کہا۔ بس پکڑ لو یہی ہے چور، یہی ہے مجرم"۔

یہ مثال جس صفائی اور عمدگی کے ساتھ ان بابیوں پر صادق آتی ہے۔ وہ حسب ذیل سطور سے ظاہر ہے۔ ان غدار اور منافق طبع آوارہ گردوں نے قادیان سے خارج ہونے کے بعد مختلف ناموں اور مختلف پتوں سے بیرونی اخبارات میں مضامین چھپوانے شروع کئے۔ اگرچہ وہ مضامین نفس مطلب اور اسلوب تحریر کے لحاظ سے صاف بتا رہے تھے کہ اسی پارٹی کے لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن عوام کو دہوکہ دینے اور یہ بتانے کیلئے کہ کوئی غیر طرفدار بلکہ احمدی جماعت احمدیہ کے خلاف اور بابیوں کی تائید میں مضامین شائع کر رہے ہیں۔ نام بدل بدل کر مضامین چھپوائے گئے چنانچہ ۱۰۔ اپریل کے "زمیندار" میں "احمدی لاہوری" کی طرف سے مضمون لکھا گیا۔ لیکن سب سے زیادہ دجل اور فریب یہ نام گھڑنے میں کیا گیا کہ :-

"ایچ اے۔ عبد القادر اسلم۔ مہاجر از قادیان"

اس نام اور پتہ سے کئی ایک اخباروں میں مضمون شائع کرائے گئے۔ جن میں خارج شدہ بابیوں کی مظلومی اور صبر و استقلال اور صداقت پسندی کا ذکر تھا۔ اور اس نام اور پتہ سے بتانا یہ مقصود تھا کہ کوئی عبد القادر جو قادیان میں ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں۔ قادیان سے بابیوں کی تائید میں مضمون شائع کرا رہے ہیں۔ اور ان بابیوں کا خاص قادیان میں اتنا اثر اور رسوخ ہے۔ کہ ایک مہاجر صاحب کھلم کھلا ان کی امداد کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ گو ہم نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ :-

"یہ جعلی اور مصنوعی نام ہے۔ جو انہی فتنہ پردازوں میں سے کسی نے اپنے نام کے ساتھ بہائی طریق پر رکھ لیا ہے"

لیکن اب اس فریبکاری کا راز خود اسلم صاحب نے ہی فاش کر دیا ہے۔ اور بعینہ اسی طرح فاش کیا ہے جس طرح ظریف کے مذکورہ بالا بیان میں درج ہے چنانچہ ۲۰ مئی کے علی گڑھ گزٹ "میں جو حال میں ہمیں موصول ہوا ہے "قادیان اور ہم" کے عنوان سے اسی نام سے ایک مضمون درج ہے۔ جس میں ادہر اودہر کی بیہودہ سرائی کرتے ہوئے اور بہائیت کے گن گاتے ہوئے یہ فقرات بھی لکھے ہیں کہ :-

"ایسی ہی باتوں کا اظہار ہم لوگوں نے قادیان میں کیا۔ ارباب حل و عقد کے ایک کمیشن نے ہم سے باز پرس کی۔ ہمیں بائیکاٹ کیا گیا"۔

یہ تو صاف بات ہے کہ جن کے متعلق یہ عمل کیا گیا۔ انہیں سے کسی کا نام "عبد القادر اسلم" نہیں ہے بلکہ ان کے نام محفوظ الحق۔ مہر محمد اور اللہ دتا ہیں۔ پس جبکہ اس نام کے کسی شخص نے نہ تو قادیان میں بابی عقائد کا اظہار کیا۔ نہ اس سے کمیشن نے باز پرس کی۔ اور نہ اسے بائیکاٹ کیا گیا۔ مگر وہ اقرار کرتا ہو کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تو یہ یقینی بات ہے کہ یہ فرضی نام ان تینوں میں سے ہی کسی ایک نے اختیار کیا ہے تاکہ لوگوں کو دہوکہ دے سکے۔ اور مغالطہ میں ڈال سکے۔ لیکن گھر کے چور کی طرح اپنے بیان سے آپ ہی پکڑا گیا۔ اور اخبار ظریف کی بیان کردہ مثال اس فریبکار سے زیادہ شاید ہی کسی اور پر اس صفائی اور عمدگی کے ساتھ چسپاں ہو سکے۔ نہ معلوم کتنے عرصہ کے بعد اس بابی نے "عبد القادر اسلم" کا نقاب چہرہ پر ڈالکر اسے نئے سرے سے تازہ کر دیا ہے۔

اس انکشاف سے یہ امر بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ گیا ہے۔ کہ یہ فتنہ پرداز مختلف ناموں سے احمدیوں کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں۔ وہ بھی سراسر دھوکہ دہی اور فریبکاری ہے۔ اور وہ حقیقت سے قطعاً دور ہے علاوہ ازیں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ جن لوگوں نے بہائیت کا طوق گلے میں پہنتے ہی فریبکاری اپنا شغل بنا لیا ہو۔ اور جو کہ دہوکہ دہی کے لئے ہر قسم کا جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہوں۔ انکی نگاہ میں مذہب کی کیا وقعت ہے اور انہوں نے کس حد تک مذہب کی خاطر بہائیت کا ... بھڑا

مسلمانانِ ہند اور ترک

ہندوستان کے مسلمانوں نے ترکوں کیلئے گذشتہ چند سالوں میں کیا کیا تکالیف نہیں اٹھائیں۔ ترک وطن کر کے سینکڑوں تباہ و برباد ہوئے۔ اپنے غیر ملکی قیمتی کپڑے اکھوں نے جلا دیئے۔ جیل خانوں میں پڑے گئے۔ لاکھوں روپے ترکوں کو انہوں نے بھیجے۔ سکولوں اور کالجوں سے اپنے لڑکوں کو نکالکر انہوں نے ان کی عمریں برباد کیں لیکن خلیفہ کو معزولی اور خلافت کو منسوخ کرتے وقت ترکوں نے ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ پھر یہی نہیں۔ مسٹر شوکت علی صدر مرکزی خلافت کمیٹی نے جب مصطفےٰ کمال پاشا کو خلیفہ کی معزولی کے حالات دریافت کرنے کے لئے نہایت موٴدبانہ تار بھیجا۔ تو انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ عرصہ کے انتظار شدید کے بعد بذریعہ تار جواب کے لئے یاددہانی کرائی گئی۔ لیکن پھر بھی ترکوں نے جواب دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور مسلمانانِ ہند کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ باوجود اس کے مرکزی خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ نے اپنے ۱۰۔۱۱ مئی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں زیر صدارت مسٹر شوکت علی صاحب یہ قرارداد پاس کی ہے کہ :-

"کمیٹی نے چھوٹانی ملز کے معاملات پر غور کرنے کے بعد طے کیا۔ کہ باوجود ترکی حکومت کے فیصلہ کے مجلس عاملہ منعقدہ دہلی کی تجویز ۱۲ پر عمل کیا جائے۔ اور جلد سے جلد سامان ترکی روانہ کر دیا جائے"۔

(ہمدم - ۲۰ مئی ۱۹۲۳ء)

ترکوں کی بے توجہی اور حقارت آمیز روش کے مقابلہ میں مرکزی خلافت کمیٹی کا اپنے پہلے قول و اقرار پر قائم رہنا قابل داد ہے۔ خواہ اس کی وجہ یہی کیوں نہ ہو۔ کہ خلافت کمیٹی کا جو وفد انگورا جانے کے لئے اسی اجلاس میں تجویز کیا گیا ہے۔ اس کی آؤ بھگت ہو سکے۔ لیکن اس سے ظاہر ہے۔ کہ خلافت ترکی جسے مذہبی اور دینی مسئلہ قرار دیا جاتا تھا۔ شورش پیدا کرنے اور عوام کی جیبیں خالی کرانے کے لئے محض ایک بہانہ تھا۔ ورنہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ کہ خلافت کے نام سے جمع کیا ہوا روپیہ

ان لوگوں کے حوالے کیا جائے۔ جنھوں نے خلافت کو نیست و نابود کر دیا۔ اور خلیفہ کو جلا وطن کر کے نان شبینہ تک کا محتاج بنا دیا ؛

چھٹا اکالی جتھہ

ضلع فیروزپور کے اکالیوں کا جتھہ جس کا پہلے جتھوں کے لحاظ سے چھٹا نمبر ہے۔ جیتو جانے کے لئے ضلع گورداسپور میں سے گزرتا ہوا ۱۸ مئی کو قادیان کے قریب ایک گاؤں بھانبڑی میں خیمہ زن ہوا۔ جسے دیکھنے کے لئے احمدی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان گئے۔ جتھہ دار صاحب نے خود ملنے سے عذر کیا۔ اور اپنا قائم مقام بھیجدیا۔ جس نے اگرچہ کیمپ دکھایا۔ لیکن بعض چھوٹی چھوٹی باتوں حتیٰ کہ اپنا نام بتانے سے بھی پرہیز کیا کیمپ کا انتظام فوجی طرز کا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ راز داری کا خاص انتظام ہے۔ جتھہ کے ساتھ ہر قسم کی ضروریات کا انتظام باقاعدہ تھا۔ کئی چھوٹی عمر کے بچے بھی جتھہ میں دیکھے گئے۔ جتھہ کے آدمیوں کی چال ڈھال سے ایک پختہ عزم اور ارادہ کا اظہار ہوتا تھا۔ اگرچہ اس دن تمام جتھہ کے لوگوں کا برت (روزہ) تھا۔ لیکن ان کے خورونوش کے لئے کافی سامان موجود تھا۔ جو دور دور کے دیہات سے بچے۔ عورتیں اور مرد بافراط لا رہے تھے۔ اہل دہ کی طرف سے لنگر جاری تھا۔ جس میں سے بغیر کسی تخصیص کے ہر کھانے والے کو کھانا دیا جاتا تھا۔ روٹیاں معزز دیہاتی عورتیں پکا رہی تھیں۔ اور باقی انتظام مردوں کے ہاتھ میں تھا۔ عورتوں اور مردوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں لیکچر ہو رہا تھا۔ جس میں گوردواروں کے مہنتوں کے نقائص اور عیوب بیان کئے جا رہے تھے۔ چھوٹے بچے سے لے کر بوڑھوں تک میں ایک خاص جوش اور ولولہ نظر آتا تھا اور سب میں کام کرنے کی رُوح دکھائی دیتی تھی ؛

مُسلمانوں میں زندگی کی رُوح

اس نظارہ کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کے سامنے مسلمانوں کی افسوسناک حالت کا نقشہ کھنچ گیا۔ جن کے ہاتھ سے ملکوں کے ملک نکل گئے۔ جن کی عظیم الشان سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ جن کی عزت و عظمت خاک میں مل گئی۔ مگر ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اور یہ ننگ اسلاف سب کچھ لٹا کر دنیا کے تختہ پر زندہ موجود ہیں۔ اور دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہیں اتنا بھی احساس نہیں رہا کہ وہ کیا تھے۔ اور کیا بن گئے

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (۲-۵۸)

سکھ ایک چھوٹی سی قوم ہے۔ جو ایک چھوٹی سی بات کے لئے یا گوردواروں کے لئے جو کچھ کر رہی ہے وہ قانون اور سیاسی لحاظ سے خواہ نامناسب ہی ہو لیکن یہ اس کی زندگی جوش۔ فداکاری اور اولوالعزمی کا ثبوت تو پیش کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو دیکھو۔ اور ان کی حالت پر غور کرو۔ اس وقت جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں۔ تحفظ مذہب کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں "فدائے ملت" کہلاتے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں۔ خلافت جیسے اہم مسئلہ کو جسے اسلام کی جان قرار دیا جاتا تھا اور "خلیفہ" جیسی مقدس ہستی کو جسے نائب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ظل اللہ قرار دیا جاتا تھا جن کی خاطر قیامت خیز شور و شر برپا کیا گیا۔ انکے نیست و نابود کر دئے جانے پر انھوں نے کیا کیا اگر مسلمانان ہند مسئلہ خلافت کو اس قدر اہمیت نہ دیتے۔ اور اس سے اپنی اتنی گہری اور اس قدر مضبوط وابستگی کا دعویٰ نہ کرتے تو اور بات تھی۔ لیکن خلافت کے متعلق ان کے گذشتہ دعاوی اور موجودہ طریق عمل نے فیصلہ کر دیا ہے کہ انمیں قطعاً زندگی کی روح باقی نہیں ہے وہ محض طبل بلند بانگ ہیں جو شور مچانے میں سب سے اول ہیں۔ لیکن کام کرنے میں سب سے پیچھے بھی نہیں ؛

ہندو مسلم اتحاد کا شرمناک نظارہ

مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کا اگر عبرت انگیز انجام دیکھنا ہو۔ تو ان پنجابی اخبارات پر سرسری نظر ڈال لینی چاہیئے۔ جو آج کل ہندو مسلمانوں کی طرف سے برساتی کیڑوں کی طرح متعدد مقامات سے سر نکال رہے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے اس قسم کے اخبار بھی کوئی مہذب مذاقیہ لٹریچر نہیں پیش کر رہے ہیں سوائے اودھ پنچ لکھنؤ کے ؛ لیکن ہندو اخبارات تہذیب اور شرافت کی جس قدر مٹی پلید کر رہے ہیں۔ وہ ان لوگوں کی طوطا چشمی اور بد مذاقی کا شرمناک ثبوت ہے۔ اور ستم یہ ہے کہ یہ ظالم مسلمان لیڈروں کو صلواتیں سناتے ہوئے اسلام کے خلاف بھی نہایت دریدہ دہنی سے کام لے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر امرتسر کے "ہندو" "شیطان" کی چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔

اخبار مذکورہ مسٹر محمد علی صاحب کے متعلق ۱۸ مئی کے پرچہ میں "بیگی چوہا" کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"آجکل یہی حالت آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اورنگ زیبی صدر دو دو دھڑی شہد چاٹو دادا ملاں محمد علی کی ہے۔ بیچارے کے دماغ میں عربی ریت اتنی بھری جا چکی ہے اور اس سے اتنی گرمی خشکی ہو چکی ہے کہ مرض خفقان کا شکار ہو رہا ہے"

"خدا کی پناہ سنکھیا۔ جمال گوٹہ وغیرہ تمام سمیات کا لائسنس ان کے پیٹ سے ہی لینا پڑتا ہے۔ مولانا کا منہ کیا ہے۔ ایک سمیات کی کان ہے جس کا ٹھیکہ اہل اسلام کے قبضہ میں ہے"

"قسم ہے بلیگس کی کہ مولانا کی پوزیشن اتنی غلیظ نکلی کہ شاید ہی کسی قصاب کا مکان گندہ ہو گا۔ یا کسی دھوبی برادر کا گدھی خانہ۔ مولانا کی پوزیشن کی صفائی نے بڑھے دریا کی صفائی کو مات کر دیا اور لاہور کے گندے نالہ کو غرق غرق کر دیا۔ خدا کی قسم اتنی عفونت جو مولانا جی کی پوزیشن نے پھیلائی ہے۔ آجکل بیگی چوہے بھی نہیں پھیلاتے"

اخبار مذکور کی دُر افشانی کا یہ نمونہ مسلمانوں کے ان لیڈر کی شان میں ہے جو سالہا سال سے ہندوؤں کی ناز برداری کے بار کے نیچے دبے جاتے ہیں۔ اور جواب بھی مسلمانوں کے فوائد کو ہندوؤں کی رضامندی اور خوشنودی پر قربان کر رہے

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید نبی کا زمانہ پانا اور قربانیوں کی توفیق ملنا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ مئی ۱۹۲۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

عید کی خصوصیات

آج کا دن اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اسلام نے فطرت انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے (کیونکہ وہ چاہتی ہے۔ کہ انسان اپنے ہمجنسوں کے ساتھ مل کر کوئی خوشی کا دن منائے) عید کا دن مقرر کیا ہے۔ اور اس فطرتی خوشی کے اظہار کے لئے باقی اقوام نے بھی اپنی اپنی خوشی کے منانے کے لئے کوئی نہ کوئی دن مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن ان کے دن ایک تو مشروع نہیں۔ دوسرے ان میں ایسا اجتماع کا رنگ نہیں۔ جیسا کہ اسلام نے عید کے دن میں اجتماع کا رنگ رکھا ہے۔ اسی طرح اسلامی عید ان اقوام کی خوشیوں کے دنوں کی نسبت ایک اور خصوصیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس میں خطبہ اور نماز کی زیادتی ہے۔ عید کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی غرض یہ ہوتی تھی۔ کہ جہاں لوگ عید کے دن کی خوشی منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ وہاں خدا کی باتیں سننے کے لئے بھی جمع ہوں۔

ہماری اور دوسری اقوام کی عیدوں میں فرق

تو دوسری قوموں کی عیدیں صرف کھانے پینے کی اور لہو و لعب کی ہوتی ہیں۔ لیکن ہماری عیدوں میں دوسرے دنوں سے بھی زیادہ ذکر الٰہی کا حصہ ہے۔ یہ بات کسی اور مذہب کی عید میں نہیں پائی جاتی۔

عید کیلئے بیقراری

ان عیدوں کی پہلے سے تیاری اور انتظار شروع ہو جاتی ہے خاصکر ۲۹ تاریخ کا روزہ لوگوں میں بہت انتظاری پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہاں تک بے قراری ہوتی ہے۔ کہ وہ ضعیف البصر لوگ جو کہ نزدیک کی چیز کو بھی اچھی طرح نہیں دیکھ سکتے۔ ۲۹ تاریخ کو اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاند کو دیکھتے ہیں۔ ان کے اندر ایک ولولہ اور شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ کسی طرح سے وہ ۲۹ تاریخ کو ہی چاند دیکھ لیں۔ پھر وہ لوگ جو عینکوں کے بغیر دیکھ نہیں سکتے۔ وہ بھی کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کو ۲۹ کا ہی چاند نظر آجائے۔ اور وہ عید منالیں۔ اسی طرح وہ بچے جن کی تمام خوشیاں عید منانے میں ہوتی ہیں۔ وہ رمضان کی پہلی تاریخ سے ہی پوچھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اماں عید کب ہوگی۔ اس کے لئے بے قراری ظاہر کرتے ہیں۔ اور بڑی بے صبری سے ایک ایک روزے کو گذارتے ہیں۔ غرضیکہ عید کے لئے بچے بھی بے قراری سے انتظار کرتے ہیں۔ اور بڑے بھی ۲۹ تاریخ کو بہت بے قرار ہوتے ہیں۔ کہ کسی طرح عید ۲۹ روزوں کے بعد ہی ہو جائے۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ۲۹ گذر جاتی ہے۔ اور ۳۰ تاریخ آتی ہے۔ اور ۳۰ تاریخ کے بعد ممکن نہیں کہ عید نہ ہو۔ لیکن باوجود اس کے کہ تیس روزوں کے بعد ہونی لازمی ہے۔ خواہ چاند نظر آئے۔ یا نہ آئے پھر بھی لوگ شوق سے چھتوں پر چڑھ کر عید کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے۔ کہ وہ چاند کو اس لئے دیکھتے ہیں۔ کہ پہلی رات کا چاند ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں۔ کیوں نہیں وہ اور مہینوں میں پہلی تاریخ کے چاند کو دیکھتے۔ حالانکہ اور مہینوں میں بھی تو چاند نکلتا ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے۔ جو بچوں اور بوڑھوں کو عید کا چاند دیکھنے کا مشتاق بناتی ہے۔

بے قراری کی وجہ

میں کہتا ہوں۔ وہ وہی عید کا شوق اور ولولہ ہے۔ جو عید کی طرف آدمی کو کھینچتا ہے۔ اور اسی طرح کھینچتا ہے۔ جس طرح محبوب کو ملنے کا شوق استقبال کے لئے لے جاتا ہے۔ اور انسان راستہ میں ملتا ہے۔ پس جس محبوب کے استقبال کی طرح لوگ پہلے ہی سے عید کے چاند کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے بے قرار ہوتے ہیں اور عید کیلئے استقبالی ولولہ اور جوش انہیں پیدا ہو جاتا ہے جس وہ عید کے منتظر اور اس کے لئے بیقرار ہوتے ہیں۔ یہ رمضان جو گذرا ہے اس میں ۳۰ روزے پورے ہو گئے۔ اور ہمیں یقین تھا۔ کہ کل ضرور عید ہوگی۔ باوجود اس یقین کے پھر بڑوں اور چھوٹوں نے بڑے شوق سے کل چاند دیکھا۔ اور وہ ولولہ اور جوش اور شوق جو استقبال محبوب کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ ان میں عید کے لئے پیدا ہوا۔ جب لوگ چھتوں پر چاند دیکھنے کے لئے چڑھے۔ تو میں بھی چھت پر چڑھا۔ اور دوربین سے میں نے چاند کو دیکھنا چاہا۔ کیونکہ میری نظر کمزور ہے لیکن میں نہ دیکھ سکا۔ اور بیٹھ گیا۔

ایک بچے کی آواز

کہ اچانک میرے کان میں ایک بچہ کی جو میرا ہی بچہ ہے۔ آواز آئی جو یہ تھی "کہ چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا۔ میں نے بھی چاند دیکھ لیا" اس آواز نے میرے اندر ایک لہر پیدا کر دی اور ایسی کیفیت میرے اندر پیدا ہو گئی۔ جو اب تک ہے۔ اور اب بھی متواتر وہ مضمون میرے دماغ میں آتا ہے۔ اور یہی آواز کان میں آتی ہے "کہ چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا۔ میں نے بھی چاند دیکھ لیا" کیسی خوشی ہوگی۔ اسوقت اس بچہ کو جب اس نے عید کا چاند دیکھا۔ اور پھر اس نے بچہ ہونے کی حیثیت میں چاند کو دیکھا۔ اور اس وقت دیکھا۔ جبکہ اس چاند کو کئی تیز نظر والے بڑے بھی دیکھ نہ سکتے تھے۔

اس بچہ کی آواز کے اندر دو جذبات تھے۔ جو ظاہر ہوتے تھے۔ اس نے کہا "میں نے بھی چاند دیکھ لیا" اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ جیسے اور لوگوں نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے۔ ویسے ہی اس نے بھی دیکھ لیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ "میں نے بھی دیکھ لیا" یعنی پہلی رات کا چاند میں نے بھی دیکھ لیا ہے۔ باوجود اس کے کہ میری نظر کمزور تھی۔ میں نے اس چاند کو دیکھ لیا۔

جس کو تیز نظر والے بہت کم دیکھ سکتے۔ اس فقرہ نے میرے اندر ایک اور مضمون کی لہر پیدا کر دی۔ اور میں نے کہا کہ کیسا شوق اس بچے کو اس بات کا ہے کہ کل عید ہوگی۔ پھر میں نے خیال کیا۔ جب رمضان کا چاند نکلا تھا۔ اس وقت نہ چھتیں چاند دیکھنے والوں سے اسقدر بھری ہوئی تھیں نہ بچے اس قدر خوش تھے۔ اس وقت لوگوں میں ایسے جوش کی لہر نہ تھی۔ بلکہ سنجیدگی تھی۔ عزم تھا۔ اور ارادہ تھا کہ رمضان میں عبادت میں ترقی کرینگے۔ روزے رکھیں گے۔ اور خدا کا قرب حاصل کرینگے۔ اور بیویاں یہ خیال کرتی تھیں کہ کل خاوندوں کے لیے سحری کا انتظام کرنا ہوگا۔ اور بچے اس خیال میں تھے کہ رمضان کے گذرنے کے بعد عید آئے گی۔ اور اس دلچسپیوں سے خالی مہینے کے بعد ایک دن ان کی دلچسپیوں کا آئیگا

عید اور اسکی غرض

جب میں ان خیالات تک پہنچا۔ تو میری توجہ اس مضمون کی طرف ہوئی۔ کہ عید کیا ہے۔ اور کیوں ہے۔ اور کس غرض کے لئے ہے۔ اس وقت مجھے القاء کے طور پر بتایا گیا کہ رمضان کا مہینہ نبیوں کا زمانہ ہے اور اس کے چاند کو وہی لوگ دیکھتے ہیں۔ جو عقل و خرد رکھتے ہیں۔ اور مصائب اور تکلیفوں کے زمانہ میں نبی کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن بچے والی عقل رکھنے والے لوگ اس چاند کی پروا نہیں کرتے۔ اور اس لئے بھی دیکھتے کہ ہم کو روزے رکھنے پڑینگے۔ یعنی نبیوں کے ساتھ ہو کر مشقت اٹھانی پڑیگی۔ ہاں عید جو نبی کی ترقی کا زمانہ ہوتی ہے۔ اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اس کے چاند کو دیکھنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔

رمضان اور اسکی حقیقت

غرضکہ رمضان نبیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور اسکی پہلی رات کا چاند وہ لوگ جو عقل مند اور جنہیں حق کے قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ دیکھتے ہیں۔ اس بچے کے کہنے کا یہی مطلب تھا کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا جس کو بہت کم لوگ بوجہ اس کے نہایت باریک ہونے کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح نبیوں کے ابتدائی ایام میں وہ جنہیں عقل و خرد ہوتی ہے۔ اور حق کے قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ وہی لوگ اس چاند کو دیکھتے ہیں اور اسوقت دیکھتے ہیں۔ جبکہ مخالفت کا ایک سیلاب عظیم چل رہا ہوتا ہے۔ اور انکو ہر طرح سے دکھ دیا جاتا ہے بھوکا رکھا جاتا ہے۔ فاقے پر فاقے اس کے صحابہ کو دئے جاتے ہیں۔ ملازمتوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ انکی عورتوں اور بچوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔ وہ دکھ سہتے ہیں۔ لیکن شکایت نہیں کرتے۔ اور صبر سے انتظار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عید کا دن یعنی ترقی کا زمانہ آجاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں۔ اور نبیوں کے دکھ کے زمانہ میں ان کا ساتھ نہیں دیتے وہ بھی بچوں کی طرح آکر انکی عید میں شامل ہو جاتے ہیں اور اپنا حق طلب کرتے ہیں۔

رمضان اور نبی کے شروع ایام میں مشابہت

غرض جس طرح رمضان میں انسان فاقے رہتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح نبی کے متبع لوگوں کو شروع زمانے میں بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ اور جس طرح رمضان میں بیوی سے صحبت کرنا ترک کی جاتی ہے۔ اور اسکو چھوڑا جاتا ہے بعینہٖ اسی طرح بیوی اور بچوں کو نبی کے متبع لوگوں سے نبی کے شروع کے زمانہ میں چھڑایا جاتا ہے۔ اور ایک نبی کو ماننے والا نبی کی خاطر اپنے سب عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو چھوڑ کر نبی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ ظالم لوگوں کی صحبت میں نہ رہو۔ اور بعض دفعہ زبردستی ان سے جدا کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے رشتہ دار اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور اسپر جبر کرتے ہیں۔ اور اسکو نکال دیتے ہیں۔ پھر جس طرح رمضان میں لوگ صدقے دیتے ہیں۔ اسی طرح نبی کے متبع لوگوں کو چندے دینے اور پھر ان کو رمضان میں عبادتیں کرنی پڑتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح نبی کے متبع لوگ اس کی بعثت کے شروع زمانہ میں ترقی کے لئے عبادتیں کرتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے ہیں۔ کہ ان کی زیادتی ہو۔ بس انبیاء کے ماننے والے مال کی بھی قربانی کرتے ہیں۔ عبادتیں بھی کرتے ہیں۔ اور ان کے ماننے کی وجہ سے رشتہ داروں کو بھی چھوڑتے ہیں۔ وہ ان کی پروا نہیں کرتے۔ اور یہ وہی تیز نظر والے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ۲۹ تاریخ کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور ان مصائب کو قبول کرتے ہیں۔ جو ان کو انبیاء کے ماننے سے اٹھانے پڑتے ہیں۔ اور تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ مگر نبیوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ لیکن وہ نادان جو بچے کی طرح ہیں۔ عید کا انتظار کرتے ہیں۔ اور نبیوں کے ساتھ مصائب اٹھانے میں شریک نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیوں ان کے ساتھ ظاہری شان و شوکت نہیں۔ کیوں نہیں ان کی صداقت کی تمام دنیا فوراً قائل ہو جاتی۔ اور ان کے جھنڈے کے نیچے آجاتی۔ پس وہ ایسی باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ چاند چڑھتا ہے۔ اور زمانہ ترقی کرتا ہے۔ تب اقرار کرتے ہیں کہ یہ سچا نبی تھا۔

نبی کی بعثت کی غرض

نبی اپنی زندگی میں ایک بیج ہو جاتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ نشوونما پاتا ہے۔ اور یہ بیج لیلۃ القدر میں بویا جاتا ہے اور جو کمالات اسکی قوم نے حاصل کرنے ہوتے ہیں ان کا فیصلہ اسی لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ جس میں وہ نبی بیج بو کر جاتا ہے۔ اور اسی میں وہ فوت ہو جاتا ہے۔ پھر ایک وقفہ پڑ جاتا ہے۔ جس طرح لیلۃ القدر اور عید کے چاند میں ہوتا ہے۔ اس وقفہ میں فوراً ترقی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ نبی کی قوم کو اس وقت جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور اسی طرح مصائب کو برداشت کرنا پڑتا ہے جس طرح وہ نبی کے شروع زمانے میں برداشت کرتے تھے۔ ان مصائب کو برداشت کرنے کے بعد عید کا چاند طلوع ہوتا ہے۔ یعنی ان کی ترقیات کا زمانہ آتا ہے مگر اس ترقیات کے زمانہ کی ان لوگوں کو خوشی نہیں ہوتی۔ جنھوں نے رمضان کی لذت اور سرور کو حاصل کیا ہوتا ہے۔ یعنی ان مصائب کو برداشت کیا ہوتا ہے۔ جو نبی کے شروع زمانہ میں انکو اٹھانے پڑتے ہیں ان کے لئے عید کوئی خوشی لانیوالی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ رمضان رہتا ہے۔ وہ مصائب کا زمانہ ان کے لئے خوش کن نظر آتا ہے۔ اس عید کی نسبت

جو اپنے اندر ظاہری خوشی رکھتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ کہ سورۃ النصر جب نازل ہوئی۔ تو تمام صحابہ خوش ہو گئے۔ کہ فتوحات کا زمانہ آ گیا۔ لیکن حضرت ابو بکر رضؓ رو پڑے۔ تب صحابہ نے کہا۔ کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم روتے ہو۔ حالانکہ فتوحات کے زمانے کے آنے کی خوشی کرنی چاہیئے۔ تب آپ نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب فوت ہو جائینگے۔ پس جس طرح اس ترقی کے زمانے کی خوشخبری کو سُن کر حضرت ابو بکر رضؓ رو پڑے تھے میں کہتا ہوں کہ میرے لئے بھی وہ ترقی کا زمانہ کوئی خوشی کا زمانہ نہ ہو گا۔ اوروں کے لئے وہ خوشی کا زمانہ ہو گا۔ لیکن میں یہی چاہوں گا۔ کہ میرے لئے رمضان ہی ہو۔ اور مجھے ان مصائب میں جو نبی کے وقت اٹھانی پڑیں۔ زیادہ مزا آئے گا بہ نسبت اس عید کے جس میں تمہیں خوشی ہو گی ؁

لیلۃ القدر کیا ہے؟

پھر میں کہتا ہوں۔ وہ لیلۃ القدر وہ ہے کہ جس میں تمام معاملات شرعیہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور جب من کل امر کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو نبی کی وفات کا زمانہ آ جاتا ہے۔ اور اس کی وفات ہوتی ہے پھر ایک وقفہ پڑ جاتا ہے۔ جس میں اسکی قوم کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے بعد عید کا چاند نکلتا ہے اور ترقی کا زمانہ آتا ہے۔ اور ترقی ہوتی ہے اس وقت وہ لوگ جو متیٰ نصر اللہ کہتے تھے۔ پکار اٹھتے ہیں۔ کہ یہ نبی سچا تھا۔ اور بچوں کی طرح اس عید میں آ کر شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن مصائب کے زمانہ میں وہی لوگ نبی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ جو بالغ اور عاقل اور صاحبِ فراست ہوتے ہیں۔ بچوں کی سی عقل رکھنے والے رمضان کا چاند نہیں دیکھتے۔ اور جس طرح بچے روزے نہیں رکھتے۔ لیکن عید میں شامل ہو جاتے ہیں اسی طرح کم عقل لوگ بھی نبی کے ساتھ اس کی ترقی کے زمانے میں آ کر مل جاتے ہیں۔ اور بچوں کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ خوشی منانا فضول ہوتا ہے کیونکہ وہ جدوجہد و لذت و سرور جو بھوکا رہنے میں حاصل ہوتی ہے۔ انھوں نے حاصل نہیں کی ہوتی۔ اور یونہی عید میں آ کر شامل ہو گئے ؁

نبی کے سچے متبع لوگوں کی خواہش

میں کہتا ہوں کہ اگر عید نہ آتی تو نبی کے سچے متبع لوگ یہی چاہتے کہ ہمیشہ رمضان رہے اور ہمیشہ ہی وہ روزے رکھتے رہیں۔ لیکن خدا کہتا ہے کہ عید آئیگی۔ اور میں عید کو لاؤں گا۔ اور جو روزہ رکھیگا وہ ضرور عید کریگا۔ پس عید نبیوں کے ظاہری فتوحات اور ان کی ترقیوں کا زمانہ ہے لیکن اس وقت نبی کا وجود ان میں نہیں ہوتا۔ اس وقت مخلص لوگ اور سچے متبع اس کا زمانہ یاد کر کے آنسو بہاتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

كنت السواد لناظری
فعمی علیك الناظرُ
من شاء بعدك فلیمت
فعلیك كنت احاذرُ

یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میری آنکھ کی پتلی تھی۔ تو مر گیا تو میری آنکھ اندھی ہو گئی اب مجھے کسی کے مرنے کی پرواہ نہیں۔ میں تو تیرے مرنے سے ہی ڈرتا تھا۔ میں تو تجھے ہی دیکھنا چاہتا تھا یعنی میری آنکھیں رمضان کا چاند ہی دیکھنے کی مشتاق تھیں اور وہ تو تھا۔ اب میری آنکھیں عید کے چاند کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔ اسی طرح روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضؓ کے سامنے جب کوئی اچھی چیز لائی جاتی۔ تو انہیں افسوس ہوتا۔ چنانچہ ایک دفعہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی لائی گئی۔ آپ جب اُسے کھانے بیٹھیں تو آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ روتی کیوں ہیں۔ فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہمارے پاس چکی نہ ہوتی تھی۔ ہم آٹا پیسنے کی بجائے دانوں کو کوٹ کر روٹی پکاتے تھے۔ لیکن اس میں جو مزا تھا۔ اس چھنے ہوئے آٹے کی روٹی میں نہیں ہے۔ پس مومن تو عید کرتا ہے۔ مگر محض اس لئے کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکن حقیقی لذت اور سرور اس کو رمضان میں ہی حاصل ہوتا ہے۔

اِس زمانہ کا چاند

اس زمانہ میں بھی رمضان کا چاند نکلا۔ اس وقت بہت کم لوگوں نے دیکھا۔ حتیٰ کہ وہ بڑھتا ہوا چودھویں کا چاند ہو گیا اس وقت بہت لوگوں نے دیکھا۔ لیکن اس وقت بھی بہت تھے۔ جنھوں نے نہ دیکھا یا نہ دیکھنا چاہا اور اپنی آنکھوں کو نیچا کر لیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر نہ دیکھینگے تو ہم پر الزام نہ آئے گا۔ اور اس طرح ہم رمضان کے مہینے کے روزوں یعنی تکلیف کے دنوں سے بچ جائینگے بہت ایسے لوگ ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ احمدیت کی تحقیق کرو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم غور کرینگے اور تحقیق کرینگے۔ تو ہم کو احمدی ہونا پڑیگا۔ اور تکلیفیں اٹھانی پڑینگی۔ اور نہ ماننے سے الزام آ جائے گا۔ اس لئے وہ اپنی آنکھ اٹھا کر رمضان کے چاند کو ہی نہیں دیکھتے۔ تا روزوں سے بچ جائیں۔ اور روزے نہ رکھنے پڑیں۔ یہ وہ حیلہ تراشتے ہیں۔ مگر ان کا یہ حیلہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ بہادر شاہ رمضان کا چاند نکلنے پر سفر کے بہانے دہلی سے چل پڑتے۔ کچھ دن قطب صاحب کے پاس کاٹ کر ۲۹ تاریخ کو گھر واپس آ جاتے۔ لوگ کہتے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ تو وہ تعجب سے کہتے۔ پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ہم نہ جاتے۔ اسی قسم کے بہت سے لوگ ہیں۔ جو جان بوجھ کر حق کو نہیں سمجھتے۔ غرض کہ چاند چڑھا۔ یعنی مسیح موعودؑ آیا۔ اور بہت سے لوگوں نے دیکھا اور بہت نے نہ دیکھا۔ اور الزام سے بچنے کے لئے آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور چاند کو نہ دیکھنا چاہا۔ یہاں تک کہ وہ چاند چودھویں کا چاند ہو گیا۔ تب بہتوں نے دیکھا پھر لیلۃ القدر کا زمانہ آیا۔ اور تمام معاملات کا اسمیں فیصلہ کیا گیا۔ پھر آپ وفات پا گئے۔ اور وہ دن آ گیا۔ جو ۲۹ کا دن ہے۔ جس میں عید کی شدید انتظار ہوتی ہے۔ اس وقت تک بچپن کا زمانہ رکھنے والے یہی کہتے رہے۔ کہ اماں اماں چاند کہاں ہے۔ اور عید کب ہو گی۔ اور جب عید آئیگی۔ تو بچوں کا سا مزاج رکھنے والے کہیں گے۔ چاند دیکھ لیا۔ چاند دیکھ لیا ہم نے

بھی چاند دیکھ لیا۔ لیکن رمضان کی خوشی اور اس کا سرور ان لوگوں کو کہاں ملتا ہے۔ جو صرف عید کے منتظر رہتے ہیں ؛

پہلوں کی فضیلت

میں تو یہ کہتا ہوں۔ جنہوں نے پہلی رات کا چاند نہ دیکھا اور دوسری رات کا چاند دیکھا۔ ان کے لئے اتنی خوشی نہیں۔ جتنی کہ پہلی رات کے چاند دیکھنے والوں میں ہوتی ہے۔ کیونکہ نظر کی تیزی پہلی رات کا چاند دیکھنے والے کی ہی تسلیم کی جاتی ہے۔ جو فخر کا حق السابقون الاولون کو حاصل ہوتا ہے۔ کسی اور کو نہیں ہوتا۔ کیونکہ رات کا چاند دیکھا ہوتا ہے۔ اور نبی کے زمانے کے رمضان میں انہوں نے بھوک اور پیاس کی تکلیف اٹھائی ہوتی ہے۔ پس تم ان کی قدر کرو جنہوں نے اس زمانہ میں پہلی رات کا چاند دیکھا۔ ایک بچے کی طرح عید کی انتظاری نہ کی۔ بلکہ انہوں نے رمضان کا چاند دیکھا۔ اور اس نبی کو مان کر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ اور اپنے اموال کو دین کے لئے خرچ کیا۔ حتیٰ کہ بیوی بچے ان سے چھڑائے گئے۔ اور انہوں نے دین کی خاطر چھوڑ دئے۔ وہ بھوکے رہے۔ مگر بھوک کی پرواہ نہ کی۔ پھر جنہوں نے رمضان کے کچھ دن پائے۔ وہ بھی قابل قدر اور خدا کے نزدیک مقبول ہیں۔ ہاں جب عید کا چاند نکل آئے گا۔ اس وقت ہمارے ساتھ جو لوگ شامل ہونگے۔ جو بچہ کی حالت میں ہونگے۔ وہ ہمارے ساتھ کوششوں اور کاوشوں میں شامل نہ ہونگے۔ بلکہ عید کے دن آئینگے۔ اور بچوں کی طرح ان کی عید کپڑے پہننے اور کھانا کھانے کی عید ہوگی۔ وہ اسوقت ہماری عید کے کھانے میں سے حصہ مانگیں گے۔ لیکن ان پر ان لوگوں کا حق مقدم ہے۔ جنہوں نے رمضان کا چاند دیکھا اور اس کی تکلیفوں کو برداشت کیا۔ اس میں بھوکے رہے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے دوسری رات کا چاند دیکھا یا اس کی بعد کی تاریخوں میں یا لیلۃ القدر کے بعد کے زمانہ میں آئے۔ اور انہوں نے اس دفعہ میں جو لیلۃ القدر سے لے کر عید تک کا ہوتا ہے۔ شامل ہو کر تکلیفوں اور مصیبتوں کو اٹھایا ہے وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جنہوں نے پہلی رات کا چاند دیکھا۔ کیونکہ جو شخص نماز کے رکوع میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ اسی شخص کی طرح ہے جس نے قیام کو پایا۔ کیونکہ ابھی عید کا چاند نہیں چڑھا اسلئے تم لوگ جنہوں نے یہ زمانہ پایا ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ اپنی اصلاح کرو۔ اور دوسروں کے مصلح بنو۔ اس زمانہ کے جو لوگ فائدہ اٹھائینگے۔ وہی کامیاب اور کامران ہونگے۔ اور وہ انکی نسبت جو عید کے دن آ کر ہم سے ملینگے۔ بہت اعلیٰ درجہ رکھینگے ؛

رُوحانی رمضان

پس یہ جو تمہیں وقت ملا ہے اس کی قدر کرو۔ اور اسمیں قربانیاں کرو۔ کیونکہ رُوحانی رمضان کے مہینے کا یہی حق ہے کہ اس میں قربانیاں کی جائیں۔ اسمیں بھوکے رہو اور اپنا مال قربان کرو۔ یہاں تک کہ عید آجائے۔ اور بچوں کی سی حالت رکھنے والے وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں۔ جنہوں نے رُوحانی رمضان میں نبی کا ساتھ نہیں دیا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی قربانی کی ایسے لوگوں کو ہی مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جدا ہوتا ہے

دیکھو۔ ۲۰ کروڑ مسلمان ہیں۔ لیکن وہ چاند جو تاریکی کو جہان سے دور کرنے کے لئے چڑھا۔ انکو انہوں نے نہ دیکھنا چاہا بلکہ الٹا اسپر خاک ڈالنے کی کوشش کرنے لگے۔ انہوں نے انکو دجال کہا۔ فریبی کہا۔ کفر کے فتوے لگائے۔ اور اس نے اسلام کے لئے جو قربانیاں کیں۔ انکو اسکے اپنے فائدے کے لئے بتایا اسپر اعتراض ہی کرتے رہے۔ اور اس کے رمضان سے حصہ نہ لیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کہلاتے تھے لیکن انہوں نے تکلیف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیا اور اس تاریکی کے موقعہ میں انکو چھوڑ کر چلے گئے وہ کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود سچا نہیں۔ اور نہ ہی اسکی کوئی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ لیکن اسلئے نہیں کہ واقعہ ایسا ہی ہے۔ بلکہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اسکے ماننے سے تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اور یہ اسی طرح تکذیب کرتے چلے جائینگے۔ اور یہی کہتے رہینگے یہاں تک کہ قیامت کا دن آجائیگا۔ تب یہ لوگ کہینگے۔ اگر ہم کو پتہ ہوتا کہ دین پیدا ہونیوالا ہے تو ہم اس کے ساتھ ملجاتے اور اسکی تکذیب کرتے تو یہ لوگ ابھی اسلئے نہیں شامل ہوتے کہ ہم کو قربانی کرنی پڑیگی۔ اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑینگی لیکن عید کے دن یہ ہماری دعوتوں میں شامل ہونگے۔ اور حصہ مانگینگے۔ تم کو جو یہ رمضان کا زمانہ ملا ہے تم اسکی قدر کرو اور اسکا حق ادا کرو۔ جو دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتا ہے پس قربانی کرو۔ ایثار کرو۔ اور اپنی اصلاح کرو تاکہ حقیقی عید منا سکو۔ اسوقت اگرچہ رمضان کا زمانہ نہیں رہیگا جو بہت ہی مبارک زمانہ ہے۔ اور اسکو افسوس کے ساتھ لوگ یاد کرینگے۔ لیکن جب عید آئیگی وہ وقت بھی ہمارے لئے خوشی کا وقت ہوگا۔ اس لئے نہیں کہ ہمیں ہر قسم کی ظاہری ترقی حاصل ہو جائیگی بلکہ اسلئے کہ اس طرح بھی خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوگی جو اس نے اپنے نبی کے متبعین کے غلبہ پانے کے لئے اسوقت کی تھی جبکہ وہ بظاہر ظاہری رنگ میں مغلوب تھے تو خوش ہو کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا نے کی تھی ؛

مومن کی عید اور کافر کی عید میں فرق

مومن کی عید یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ اور یہی فرق مومن اور کافر کی عید میں ہے۔ مومن خدا کے نشانات دیکھ کر اور اسکی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کافر ظاہری خوشی کو دیکھتا ہے۔ اور ظاہری عید مناتا ہے۔ اور تکلیف میں نبی کا ساتھ نہیں دیتا۔ نظام الدین اولیاء کے متعلق لکھا ہے۔ ایک کوچہ میں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک خوبصورت بچہ کو گلی میں کھڑا دیکھا اور اسکو بوسہ دیا۔ باقی مریدوں نے جو یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے پیر کی اقتدا کرتے ہوئے بوسہ دیا لیکن وہ مرید جو بہت مقرب سمجھا جاتا تھا۔ اور انکی وفات کے بعد آپکا خلیفہ ہوا اس نے اس بچہ کو بوسہ نہ دیا۔ اسپر دوسروں نے اسے ملامت کی۔ آگے پیر صاحب نے ایک بھڑ بھونجے کو دیکھا جو بھٹی میں آگ جلا رہا تھا۔ پیر صاحب نے آگے بڑھ کر آگ کو بوسہ دیا اور سب پیچھے کھڑے رہے۔ لیکن وہ جس نے بچہ کو بوسہ نہ دیا تھا آگے بڑھا اور آگ کو بوسہ دیا۔ اسوقت اس نے دوسروں کو کہا پیر صاحب کو تو بچہ میں خدا کا جلوہ نظر آیا تھا۔ اسلئے انہوں نے بوسہ دیا۔ مگر تم نے اسکی شکل خوبصورت دیکھ کر بوسہ دیا۔ کیونکہ

جب ہی جلوہ پیر صاحب کو آگ میں نظر آیا۔ تو تم مجھے بہت گئے گزرے
وہ جلوہ آگ میں دیکھا۔ اس لئے میں نے اس کو بوسہ دینے میں فدا کی

نبی کے سچے متبع کون ہیں؟

تو سچے متبع ہر وقت نبی کے ساتھ رہتے ہیں لیکن جھوٹے آرام میں شامل ہوتے ہیں۔ ابتلا کے وقت نبی کا ساتھ دیتے ہیں۔ جبکہ وہ کود دور ہو جاتے ہیں اور دنیاوی آرام و آسائش کے دن آ جاتے ہیں تم نے خود اور ابھی رمضان کے چاند کو دیکھا اور ... مہینوں کے بھی حق ہوتے ہیں لیکن رمضان کے مہینہ کا حق یہ ہے کہ اس میں ترقی کرلی اور جانی ترقی کر سکے ہیں تم بڑی بڑی کی قربانیاں کرو۔ کیونکہ تمہاری قربانیاں عید کی ... اس وقت اور لوگ خوش ہونگے کہ عید آگئی۔ اور وہ خانہ ... کرکے ... جلد کہ تمہاری قربانیاں عید لانیوالی ہونگی۔ تم شیر ہو۔ جو خود شکار کو مارتا ہے اور دنیا سمجھے وہ گیدڑ ہونگے جو تمہارے بچے ہوئے گوشت کھائینگے۔ اور بعد میں تمہارے قائل ہونگے تمہاری عید صرف خوشی کی عید نہ ہوگی بلکہ اسلئے ہوگی کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور تم نے مومن بنکر رمضان میں ہی کے شروع زمانہ میں عسرت کے وقت اس کا ساتھ دیا۔ اور اس تکلیف کے زمانے میں خوشی ظاہر کی۔ جس وقت چاروں طرف غم چھایا ہوا تھا۔ پس سچے متبع اور مومن وہی ہیں۔ جو عسر اور یسر میں نبی کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور عسر میں بھی خوش ہوتے ہیں ہمارے چھوٹے بھائی مبارک احمد کی حالت جب بیماری میں نازک ہوگئی۔ تو حضرت خلیفہ اولؓ جو نبض دیکھ رہے تھے۔ ہاتھ آگے آگے بڑھاتے گئے۔ یہاں تک کہ بغل تک ہاتھ لے گئے۔ ادھر حضرت صاحب کو کہہ رہے تھے۔ حضور کستوری لائیں۔ حضور کستوری لائیں۔ لیکن جب نبض بالکل بند ہوگئی۔ تو آپ صدمہ سے کھڑے نہ رہ سکے اور وہیں بیٹھ گئے۔ لیکن حضرت صاحب نے جب دیکھا۔ کہ مبارک احمد فوت ہوگیا ہے تو لیکن باوجود اتنی سخت محبت کے جو آپ کو اس کے ساتھ تھی۔ آپ نے اس کی وفات پر بالکل کسی قسم کی گھبراہٹ ظاہر نہ کی۔ اور لوگ آپکی محبت کی وجہ سے جو آپ کو مبارک احمد کے ساتھ تھی خیال کرتے تھے۔ کہ نہ معلوم حضرت صاحب کی کیا حالت ہوگی۔ لیکن آپ بجائے رنج کرنے کے خوش نظر آتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور آپ نے کسی خوشی میں کہا۔ ع

جا مبارک ... مبارک ہووے

اور اپنے دوستوں کو تسلی کے خطوط لکھے۔ کہ فکر نہ کریں۔ پس سچے مومن اور متبع مصیبتوں کے وقت بھی خوش ہوتے ہیں۔ احد میں مسلمانوں پر مصیبت آئی۔ لیکن انہیں اس بات کی خوشی ہوئی۔ کہ خدا نے اس کی پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ اور وہ پوری ہوگئی ان کو ترقیات کی خوشی نہ ہوئی تھی۔ بلکہ خدا کی بات کے پورا ہونے کی خوشی ہوتی تھی۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ رنج اور مصیبت کے وقت بھی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ پس عید ہمارے لئے آئے گی۔ ترقیات ہونگی۔ حکومتیں ملیں گی۔ لیکن وہ ترقی اور وہ کھانے اور وہ عیش ہمارے لئے دعوت عائشہ رضہ کے کھانے کی طرح تلخ ہونگے۔ تاہم ہمیں عید کی خوشی ہوگی۔ اور اس لئے ہوگی۔ کہ تاریکی کے زمانے کی پیشگوئیاں پوری ہونگی۔ یہ عید ہماری ہوگی۔ پس عید نبیوں کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اور رمضان نبیوں کے شروع کا زمانہ ہے۔ تم رمضان کے مہینے میں نبیوں کے ساتھ مل کر قربانیاں کرو۔ اور عید کے دن اسلئے خوش ہو۔ کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس وقت اندھے بھی چلا اٹھیں گے۔ کہ ہم نے عید کا چاند دیکھ لیا۔ پس تم اس رمضان میں سے بھی گذرے۔ جو ہر سال آتا ہے۔ اور جس میں تم کو بھوکا اور پیاسا رہنا پڑا۔ میاں بیوی کے تعلقات منقطع کرنے پڑے۔ ترقیات کے لئے عبادتیں اور دعائیں کرنی پڑیں۔

رمضان مہینہ کے سبق

یہ رمضان تم کو سبق دیتا ہے۔ کہ نبی کے رمضان میں اگر تم کو بھوکا رہنا پڑے تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ تو تم شکایت نہ کرو۔ کیونکہ جس طرح یہ رمضان گذر جاتا ہے۔ اور تم اس کے معین دن جانتے ہو۔ اور گھبراتے نہیں ہو۔ اسی طرح وہ نبیوں کے زمانے کا رمضان بھی گذر جاتا ہے۔ اور عید آجاتی ہے۔ پس جس طرح تم اس رمضان کی شکایت نہیں کرتے۔ کہ یہ رمضان ختم ہی نہیں ہوتا۔ تو نبیوں کے رمضان کی کیوں شکایت کرتے ہو۔ اور اگر تم اس رمضان کی طرح مسیح موعود کے رمضان کو جان لیتے تو خوش ہوتے۔ کہ یہ مہینہ دین کے لئے تکلیفوں کے برداشت کرنے کا ہے۔ اور تم خوش ہوتے کہ مصیبت کے وقت تم کو خدمت دین کا موقعہ ملا ہے۔ چاہیئے کہ تم ان دنوں کی قدر کرو۔ اور عید کے دن کے آنے سے پہلے خدا سے صلح کرو۔ ورنہ تمہاری عید بچوں کی سی ہوگی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کا حصہ عید لانے میں ہو۔ اور خوش ہو کہ پیشگوئی کے پورا کرنے میں ہمارا اسی طرح حصہ ہو۔ جس طرح ماں اور باپ کا حصہ بچہ میں ہوتا ہے۔ اور جس طرح ماں بچہ کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ اسی طرح عید کو دیکھ کر ہم خوش ہوں۔ کہ ہمارا حصہ بھی عید لانے میں ہے فتوحات ہماری مقصود نہ ہوں۔ اور نہ ہی کسی ترقی کی ہم کو خوشی ہو۔ بلکہ خوشی ہو تو اس بات کی۔ کہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ لیکن ڈر یہی ہے۔ کہ اس وقت روحانیت ایسی نہ ہوگی۔ جیسی نبی کے زمانہ کے قرب میں ہوتی ہے۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں اور ہم اس عید یعنی ترقی کے زمانے میں تکبر میں، غرور میں عیاشی میں۔ دوسروں کے حق مارنے میں مبتلا نہ ہوں۔ بلکہ آگے سے بھی اعلےٰ اخلاق دکھائیں۔ اور خدا کے کامل فرمانبردار ہوں۔ تاکہ وہ عید کا دن بھی ہمارے لئے رمضان کے مہینے کی طرح بابرکت ہو۔ آمین

غیر مبایعین سے مباحثہ

عید کے دن عیدگاہ گوجرہ میں۔ ایک عظیم الشان مباحثہ ہوا۔ جو مبایعین اور غیر مبایعین کے درمیان تھا۔ مبایعین نے خاکسار کو اس کام کیلئے منتخب کیا اور لاہوری پارٹی نے جو تعداد میں تین چار اشخاص ہیں ڈاکٹر جلال الدین کو منتخب کیا۔ جلسے کے پریذیڈنٹ جناب پیر ولایت شاہ بی اے۔ بی ٹی فریقین کی طرف سے قرار پائے۔ پونے دو گھنٹہ مباحثہ رہا مضمون حضرت اقدس کی نبوت پر تھا۔ میں نے قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث سے اثبات نبوت اور پھر حضرت مرزا صاحب کی کتب سے آپ کا نبی ہونا اور حقیقی نبوت ہونا واضح طور سے ثابت کیا۔ میری دلائل کو ڈاکٹر صاحب مطلق نہ توڑ سکے۔ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب النبوۃ فی الاسلام سے وہ کچھ فقرات بغرض نبوت کے متعلق لکھ کر لائے تھے۔ انکو پڑھ ...

اشتہارات آنجہانی کارڈ نکلوا

علمی لوٹ

آج کل نور کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ لہذا صرف تھوڑے عرصہ کے لئے حسب ذیل معرکۃ الآراء الکتب کا سٹ بجائے ۶ کے ۲ اور ۱۲ محصولڈاک کل ۵ کو ملیگا۔ ہندو دہرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دہرم و سوراج۔ ویدو قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ باوا نانک کا مذہب ست ادپدیش سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ۔ گورو کی بانی۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر جھوک میں جلدی درخواست کریں۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔

مینیجر نور۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اللھم انت الشافی

جوہر شفاء یعنی نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت فی تولہ عگہ علاوہ محصولڈاک۔ جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ ہر چہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر

(ایس) عزیز الرحمٰن فاذ بخش انجنیر۔ قادیان

زمین قابل فروخت

ایک دوست اپنی زمین جو انہوں نے اپنے مکان کیلئے لی تھی قرض کی مجبوری کی وجہ سے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ زمین دس مرلہ ہے۔ شہر کے اندر شرقی طرف آبادی کے متصل ایسی جگہ واقعہ ہے۔ جہاں سے مسجد مبارک میں آسانی سے نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ۵۰۰ روپیہ قیمت ہے۔ اسکے ساتھ کی زمین ۲ سال قبل ۵۵۰ روپیہ کے حساب سے اکٹھے سودے میں فروخت ہو چکی ہے۔ مگر بھرتی ڈلنے جانے کی وجہ سے یہ آج بھی اس سے سستی ملتی ہے۔ جو دوست خریدنا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔

خاکسار:۔ (عبد المغنی) قادیان

چار روپیہ میں حکیم حاذق

مجربات نورانی یعنی طب انسانی اردو

جو برسوں کی عرق ریزی کے بعد قلمی نسخہ جات کی چھان بین کے بعد آنکھوں کا تیل نکالکر تالیف ہوئی ہے۔ جس کی تصدیق جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے اپنے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بماہ مئی ۱۹۲۴ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ مجربات نورانی اس نام کی کتاب حکیم نور محمد صاحب نے تالیف کی ہے۔ کاغذ اعلےٰ چھپوائی کریمی پریس حجم ۶۰۴ صفحات۔ جس میں ہر مرض کیلئے مجرب نسخے ۵۸۰ درج ہیں۔ جو لوگ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ یا جو طبابت پیشہ ہیں۔ اور مریضوں کا کامیاب علاج کرنا چاہتے ہیں یا بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہیں کہ طبیب سے ذکر نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں وہ اس کتاب سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کشتہ جات کا طریق بھی اس میں ہے۔

قیمت مجلد درجہ اول للعہ

ملنے کا پتہ

حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد مرحوم

مؤلف مجربات نورانی۔ لاہور۔ کشمیری بازار

مندرجہ ذیل کتب تھوڑی تعداد میں باقی ہیں

کتاب	قیمت
قرآن شریف بطرز تیسیر القرآن درجہ دوم مجلد	سے ر
حمائل شریف جیبی	عہ ر
احمدی حمائل شریف مترجم صرف چند عدد حال میں دستیاب ہوئی ہیں۔ مجلد	صہ ر
حمائل شریف مترجم شاہ رفیع الدین مجلد چرمی	للعہ ر
سیرت المہدی مجلد	عگا ۱۰ ر
احمدیہ پاکٹ بک مجلد	عہہ ر
تبلیغ حق تقریر حضرت مسیح موعودؑ	۴ ر
کلمہ طیبہ تقریر حضرت مسیح موعودؑ	۴ ر

احباب جلد منگا لیں

پتہ

کتاب گھر قادیان

اصلی حمیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت مسیح موعودؑ و خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حکیم نور الدین صاحب

یہ سرمہ ککروں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ ڈھلکا۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ خارش ہو۔ دھند ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی ڈبیہ درجہ اول عگہ ر۔ ممیرا اعلیٰ فی تولہ۔

سدرسل اجیت

مقوی جمیع اعضاء ہے۔ جوڑوں کے دردوں کے لئے۔ کمر درد کے لئے بہت مفید۔ چہرہ کا رنگ زرد رہتا ہو۔ ہاضمہ کمزور رہو۔ کثرت پیشاب و جریان ہو۔ بواسیر۔ دق ہو۔ سینہ و دماغ کمزور ہو۔ اور ہر قسم کی چوٹ کے لئے اکسیر ہے۔

المشتہر

احمد نور کابلی احمدی موجد سرمہ ممیرا۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

وصیت

نمبر ۲۰۸۰

میں (مرزا) برکت علی احمدی ولد حبیب اللہ متوفی قوم مغل ساکن محلہ پیر گیلانیاں موچی دروازہ ڈاکخانہ لاہور تحصیل لاہور ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

والدین کی طرف سے میری فی الحال کوئی وراثت نہیں اور میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ اپنی زندگی میں دیتا رہوں گا۔ اور بفضل خدا ہمیشہ التزام اور باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں گا۔ لہذا میرے مرنے کے بعد میری وہ جائداد جو اس [illegible] ہوئی ہو جس [illegible] ادا ہو چکی ہوئی ہو۔ اس میں سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دسواں حصہ لینے کا حق نہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی ایسی جائداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو جس کا عشر میں نے ادا نہ کیا ہو۔ تو اس میں سے دسواں حصہ لینا صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ہر طرح سے حق ہوگا۔ اس وقت میری اپنی کمائی کا روپیہ مندرجہ ذیل مقدار میں ہے۔ ۱۔ مبلغ تیرہ سو چالیس روپے میں نے وقتاً فوقتاً احمدیہ کوآپریٹو سٹور میں جمع کروائے تھے جسکی بابت سنا گیا ہے۔ کہ خسارہ ہوا ہے۔ اسلئے جو رقم مجھے واپس ملیگی۔ اسکا ۱/۱۰ وصولی پر انشاء اللہ ادا کر دونگا۔ ۲۔ مبلغ پانچسو روپیہ اشاعت کتب حضرت اقدس مسیح موعود کے فنڈ میں ہے۔ اسکا نصف اشاعت اسلام کیلئے وقف ہے۔ اس راس المال کے واپس ملنے پر انشاء اللہ دسواں حصہ ادا کر دیا جاویگا۔ ۳۔ مبلغ چار صد روپیہ بعض احباب نے قرض لیا ہوا ہے۔ وصولی پر حصہ وصیت انشاء اللہ ادا کر دونگا۔

گواہ شد:۔ جعفر علی صادق احمدی حال کلرک دفتر ٹی۔ ایم۔ ریلوے بغداد ساکن فیروزپور شہر قصوری دروازہ۔

گواہ شد:۔ محمد رشید احمدی حال کلرک آرڈننس ڈیپو ہنادی بغداد ساکن موضع غلام نبی ڈاکخانہ فیض اللہ چک تحصیل و ضلع گورداسپور۔

(الموصی):۔ خاکسار برکت علی احمدی بقلم خود حال اوورسیر محکمہ ملٹری ورکس ہنادی چھاؤنی بغداد عراق عرب ۲۴/۱۱/۳

مختصر خبریں

عمان (مشرقی ایران) میں ایک سینما جاری ہوا ہے۔ جس کی رسم افتتاح میں خود شریف عبداللہ اور شریف علی موجود تھے۔

پٹنہ - ۲۵ مئی۔ سر آسوتوش مکرجی جو کہ ڈمراؤں راج کے مقدمہ کے تسلسل میں یہاں آئے ہوئے تھے۔ کل شام کو اچانک فوت ہو گئے۔

شملہ ۲۴ مئی۔ مہاراجہ صاحب بھرتپور نے حکم دیا ہے کہ ان بیانات کی تردید کر دی جائے۔ کہ بھرتپور [illegible] مساجد مسمار کی گئی ہیں۔

گوڑگاؤں میں ۹ اشخاص قتل کر دیئے گئے حملہ آوروں نے کسی چیز پر ہاتھ نہ ڈالا۔ حالانکہ بچے اور عورتیں زیورات پہنے ہوئے تھیں۔

واشنگٹن ۲۷ مئی۔ پریزیڈنٹ کولج نے جاپان کے متعلق جدید قانون نقل وطن پر دستخط کر دیئے اور ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ میں نے قانون کی تمام دفعات کو پسند کیا ہے۔

ٹوکیو ۲۸ مئی۔ وزارت جاپان نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ کے مسودہ نقل وطن کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے۔ کیونکہ یہ مسودہ عہد نامہ جاپان اور امریکہ کو تباہ کرنے والا ہے۔ جاپان نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے سفیر متعینہ واشنگٹن کو واپس بلائے۔

فوچو ۲۷ مئی۔ فوکئین کے فوجی گورنر پر دو بم پھینکے گئے۔ مگر گورنر بچ گیا۔

قسطنطنیہ - ۲۷ مئی۔ ترکی مجلس وزراء نے ۱۶ ہوائی جہازوں کے خریدنے کی منظوری دی ہے جو فرانس سے خریدے جائینگے۔

بمبئی میونسپل کمیٹی کا ایک دودھ دینے والا بیل جانوروں کے ہسپتال میں اسلئے لایا گیا کہ اسکو دکھا کر طالب علموں کو تعلیم دی جائے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ بیل اعضائے تناسل کے علاوہ چار تھن بھی رکھتا ہے۔ یہ بیل تمام سال ان تھنوں سے دودھ دیتا ہے۔ (وکیل ۳۱ مئی بحوالہ لیڈر)

لنڈن ۲۶ مئی۔ مسٹر ٹوماس نے سر چارلس ییٹ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جو انہوں نے لنکا میں مسٹر شوکت علی اور ڈاکٹر کچلو کی مخالفانہ تقریروں کی بابت کیا تھا۔ کہا مجھے گورنر لنکا سے رپورٹ آئی ہے۔ کہ یہ لوگ لنکا سے چلے گئے ہیں۔ اور لوگوں پر ان کی سیاست کا اثر کچھ نہیں ہوا۔ اس معاملہ میں مزید کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ جرمن وزارت نے استعفیٰ دیدیا ہے جسے مسٹر ایبرٹ [illegible] نے منظور کر لیا ہے۔

[illegible] اس شملہ [illegible] نے اعلان کیا کہ گورنر جنرل اس مجلس کی اس سفارش کو منظور نہیں کرتے۔ کہ مولوی حسرت موہانی کو رہا کر دیا جائے۔

جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست کو چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد نے ضلع پشاور میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔

بمبئی ۲۶ مئی۔ ہز ہائنس سلطان عمر الکاہتی جو عرب کے اضلاع شہر و مقلی کے سلطان ہیں۔ آج صبح ہمایوں جہاز میں بمبئی پہنچے۔

ماسکو ۲۵ مئی۔ بدمعاش مکانداروں سے رشوت لینے اور قیدیوں کو ناجائز طور پر رہا کر دینے کے الزام میں پٹن گارڈ کی سپریم کورٹ کے روبرو ججوں مجسٹریٹوں اور انقلابی عدالت کے ممبروں کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی۔ عدالت نے ۱۷ کو پھانسی ۷ کو دس سال ۲۰ کو پانچ سال اور ۸ کو تین سال اور دو کو جلاوطنی کی سزا دی ہے۔

مانچسٹر پوسٹ کے نامہ نگار قاہرہ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امسال بھی مصر سے محمل مدینہ نہ جائے گا۔

بھارتیہ شدھی سبھا آگرہ نے اپنی پہلی سالانہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ پچیس ہزار سے زیادہ ملکانے بھرتپور متھرا۔ آگرہ میں اشدھ ہوئے ہیں۔ شدھی کے ایام میں مختلف دیہات کے مرتد ہونیوالوں کی جس قدر تعداد بیان کی جاتی رہی ہے۔ انکی مجموعی تعداد سے یہ بہت کم ہے۔ اور